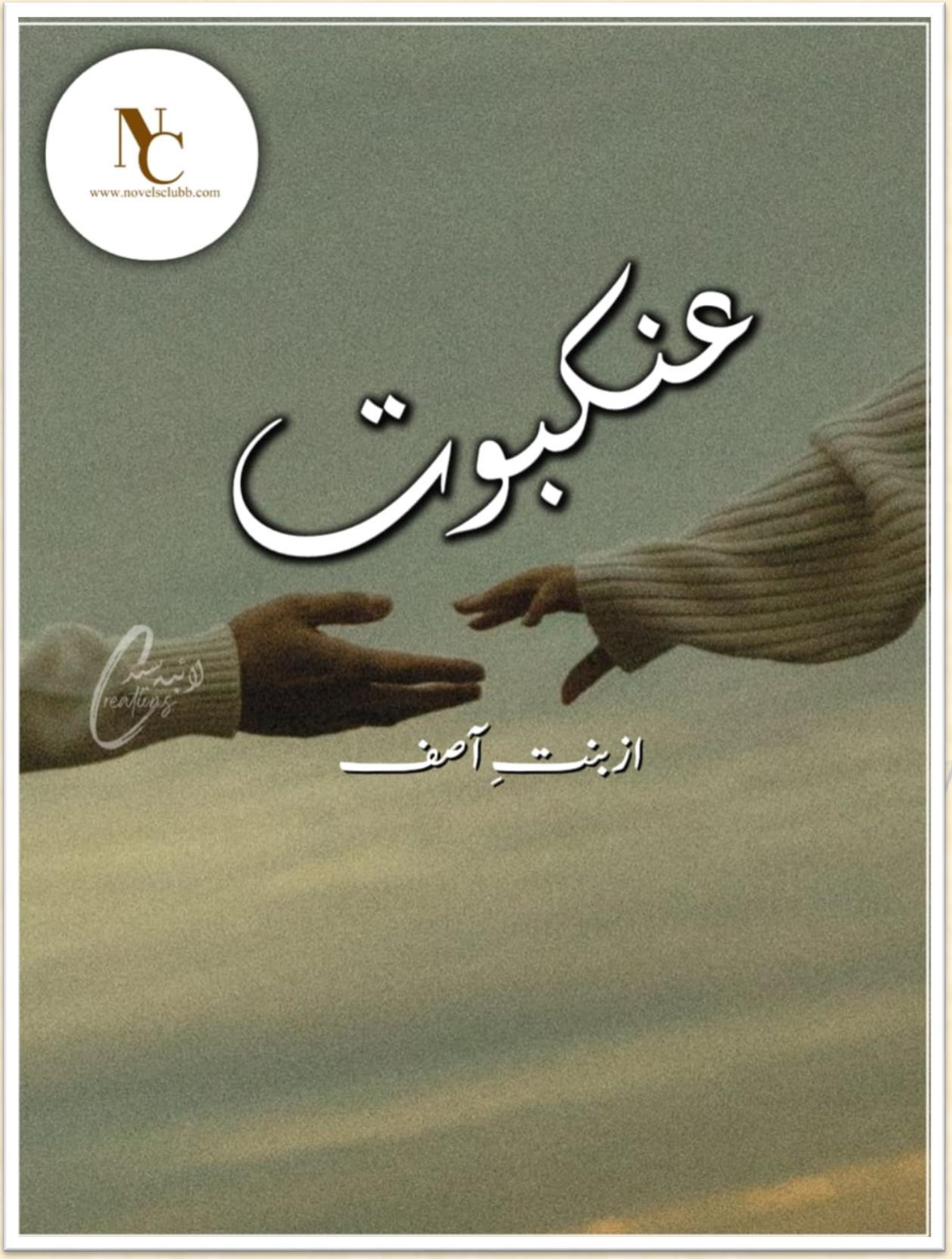
NC
www.novelsclubb.com
عنکبوت
از بنتِ آصف

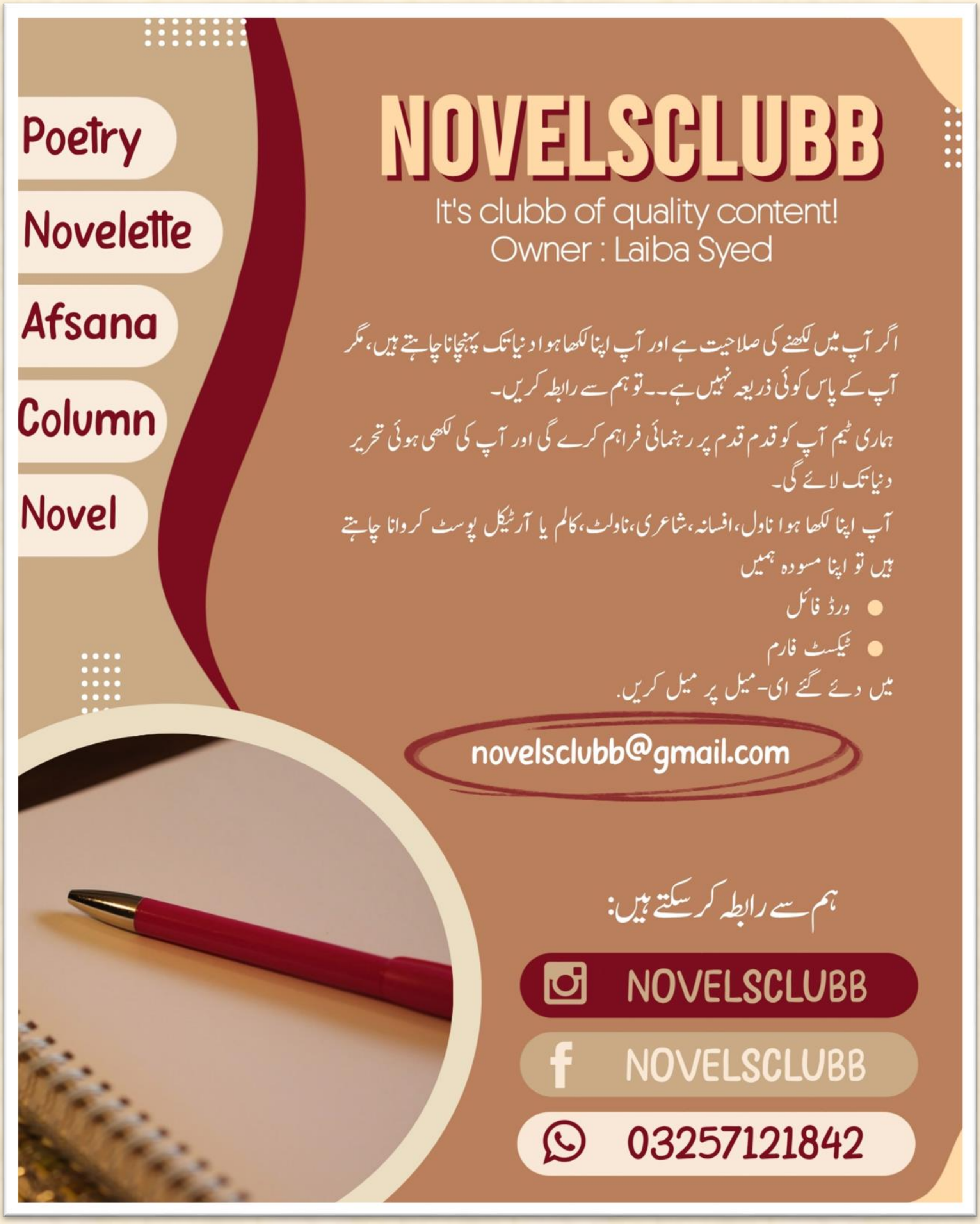
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر
آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر
دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے
ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں۔
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

عنکبوت

از قلم

بنتِ آصف

Clubb of Quality Content

ناول "عنکبوت" کے تمام جملہ حق لکھاری "بنتِ آصف" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

عنکبوت قسط نمبر 3

ہل چل

میرے درد دل سے ہیں بے خبر

مرا کربِ جاں نہیں جانتے

میرے آس پاس جو لوگ ہیں

میری تلخیاں نہیں جانتے

میں یہاں رہوں یا وہاں رہوں

میں جہاں میں چاہے جہاں رہوں

مجھے آملیں گے عقیدتاً

مجھے غم کہاں نہیں جانتے

یہ جو کر رہے ہیں نصیحتیں

انھیں مشوروں کی ہیں عادتیں

دل خواب زدا نھیں چھوڑ دے

یہ تیری داستاں نہیں جانتے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

(خواب زدار سلان عباس)

موسم میں خنکی اس وقت اپنی آن پہ تھی، امریکہ میں ان دنوں ٹھنڈک نے بسیرا کرر کھا تھا، رونقوں بھرا ملک اپنی رونق کو بحال کیے ہوئے تھا۔ وہ اپنے سرد مزاج میں یوں ہی ہجوم سے گزرتا ہوا سیدھی سڑک پہ مسلسل قدموں کو بڑھارہا تھا۔ اس گلی کے چاروں جانب اسٹال موجود تھا۔ یہ شام اسے بالکل پاکستان میں گزری شاموں سے ملی جلی لگی تھی اور وہ اسی عالم میں نظروں کو جمائے ایک اسٹال کے قریب کھڑا اس سفید فراق اور سیاہ جیکٹ کو دیکھ رہا تھا۔ اسے یاد تھا اسے اس قسم کے لباس سے کتنی محبت تھی۔ وہ واحد انسان تھی کہ جسے وہ تنہائی میں سوچ کر مسکرا سکتا تھا اور اب بھی یہی کیفیت اس پہ طاری تھی اور ایک وہی لڑکی تھی کہ جسے آج سوچ کر وہ پورا دن بھی غصے میں گزار سکتا ہے۔

وہ اب بھی شیشے کی بنی الماری پہ کتنا ہی وقت اس کو دیکھتے ہوئے بیچ سڑک سے گزر رہا تھا اور وہ اس کے عکس کو دیکھتا چھونے کیلئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ کسی نے زور سے اسے اپنی جانب دھکیلا اور وہ سیدھا اس سیاہ جیکٹ والی شخصیت پہ ڈھیر ہوا تھا اور اس کے بالکل قریب سے وہ سیاہ گاڑی گزری تھی جیسے اسے روندنا مقصد تھا۔ وہ کھڑا ہوتا شکریہ ادا کرنے والا ہی تھا کہ وہ سیاہ ہیولہ پلٹ کر ایک دم غائب ہو گیا۔ اب وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا سڑک پر سے گزر رہا تھا اور

اسے پھر سے محسوس ہوا کہ کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے۔اپنے ساتھی کو لوکیشن بھیجتا وہ اب واپس گھر کی جانب بڑھ رہا تھا۔ابھی اس نے اپارٹمنٹ میں داخل ہونے کیلئے قدم ہی بڑھایا تھا کہ کسی نے اس کے سر پہ کچھ مارنا چاہا اور بالکل اس کی دائیں جانب سے کسی نے آگے بڑھ کر اس کے دونوں ہاتھوں کی حفاظت کی تھی اور اب وہ پر سکون ہو کر کھڑا تھا۔ابھی وہ مڑا ہی تھا کہ ایک اور ہاتھ نے اسے ٹارگٹ کیا تھا جس پہ قدموں کی چاپ سنتا وہ اسی لمحے دائیں جانب مڑا۔وہ ٹارگٹ عین اس کے سینے پہ تھا۔

"آگے دیکھو!" سیاہ لباس میں ملبوس نوجوان نے اس سے کہا۔

"پیچھے!" وہ کہتا پلٹا اور اب گردن کے قریب سے نشانہ چھوٹا تھا۔

"نہ نہ۔۔۔ابھی نہیں بیٹا!" وہ مسکرا کر کہتا اس پہ حملہ آور ہوا۔

"ہم دیکھتے ہیں کہ آخر کیسے یہ مارتے ہیں ہمیں!" قدموں کی چاپ محسوس کرتا وہ پھر سے چوکنا ہوا۔

"کیا آپ کو میری مدد چاہیے؟" صفائی لیڈی کے گزرتے ہوئے بالکنی میں صرف ایک مرد تھا باقی تین کو پاس کھڑی گیلری سے ایک جانب کو کیا تھا۔

"ان کو جگہ پہ لگاؤ!" اس لیڈی کے جاتے ہی وہ آرڈر دیتا پھر سے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھول لگنا۔

"کبھی میرے لیے بھی میز بانی کر لیا کرو۔ ہر بار بس "فلاں مسئلہ ہو گیا ہے ٹھکانے لگا دو "اتنے وقت تک یہی جملہ کہنے کیلئے مت یاد کیا کرو!" وہ سیاہ ہیولہ کہتا اب کھڑکی سے سب کو واقعی سیٹ کر رہا تھا۔

"اب خود ہی یہ چنا تھا میری غلطی ہے؟"

"بالکل تیری غلطی ہے!" وہ انگلی سے اشارہ کرتا کھڑکی سے غائب ہو گیا۔

ہم نے رکھے یہ غم چھپا کے نہ تھے

آفس میں قدرے آب و ہوا کافی حبس زدہ تھی، اسے آج لوگوں میں کوئی عجب شے لگ رہی تھی۔ وہ آفس میں آتا اب میموریل چیک کر رہا تھا۔ ابھی وہ سب دیکھ رہا ہی تھا کہ وہی چپکو لڑکی بغیر دستک دیے آتے ہی کالر کو درست کرنے لگی۔ جس پہ وہ بغیر کچھ کہے اسکے ہاتھوں کو پیچھے کرتا بنا تاثر کے اسے دروازے کے پاس جانے کا کہتا ہے۔ وہ پھر سے قریب آتی اسے حیران کر رہی تھی۔ جس پہ وہ ٹھپر لگا تا دور کرتا اسے حیران کر گیا تھا۔

کیا ہوا اتنی حیران کیوں ہو رہی ہو؟" وہ اب اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔

"تم نے مجھ پہ ہاتھ اٹھایا؟ ایسا بھی کیا کر دیا؟" وہ آنکھوں کے ہجم کو بڑھا کر بولی۔

"میں نے وہی کیا جو مجھے مناسب لگا!" وہ کہتا اپنے لیپ ٹاپ پہ جھک گیا۔

"مجھے لگا ہم اچھے دوست ہیں" وہ پھر سے دلچسپی لیتی سامنے بیٹھی تھی۔

"دوست بننے اور ببل گم بننے میں فرق ہوتا ہے!"

"اگر میں دوست بنوں تو کیا تم بنا لو گے؟" وہ چیلنج دینے والے انداز میں بولی۔

"اگر تم صرف دوست بنو تو!" وہ دوست پہ زور دیتا بولا۔

"مجھے اچھا لگے گا تم سے دوستی کر کے" وہ چیلنج کو قبول کرنے والے انداز میں گویا ہوئی۔

"اور مجھے بالکل اچھا نہیں لگے گا تمہیں دوست بنا کے" اب کسی فائل پہ بلا آخر بحث شروع ہو چکی تھی۔

تیری طلب کا سبب صرف خالی پن تو نہیں

آفس میں کافی گھما گھمی تھی، بہت سے نئے لوگ آ چکے تھے، کام میں اب وہ طنز نہیں رہے۔

بہت سوں کا ٹرانسفر کر دیا گیا اور اب وہ اپنے پی سی پہ کام کر رہی تھی کہ کال ریسیو ہوئی کہ اسے باس بلا رہے ہیں۔ پہلے وہ رک گئی اور پھر وہ باقاعدہ خود کو پر سکون کرتی اٹھ چکی تھی۔

"کیا میں آ جاؤں؟" دروازے میں دستک دیتے پوچھا۔

"تشریف لے آئیں علیشا صاحبہ!" اجازت ملنے پہ وہ داخل ہوئی۔

"جی جی ضرور ہو جائے گا آپ کا کام" وہ کال پہ بات کرتے اب اپنی جگہ پہ آئے۔

"مجھے کچھ سافٹ ویئر پروگیمنگ کے ایلگورتھم چیک کرانے ہیں۔ کیا آپ میرے ساتھ چلیں گیں؟" وہ اسے چیکنگ ٹیم کے طور پر بلا رہے تھے۔

"ضرور سر۔" یک لفظی جواب دیتی وہ پر سکون ہو کر دیکھ رہی تھی۔

"ایک بڑا پروگرامنگ سیٹ اپ ہے یہاں پہ عموماً ٹیم ڈیولپنگ کا کام کرتی ہے لیکن اس سے پہلے وہ لوگ جو اس چیز کے ایلگورتھم کو جانتے ہیں دیکھا کرتے ہیں۔ میرے آفس میں بہت کم ہیں جو شوق رکھتے ہیں ایلگورتھم کے متعلق۔ اسی لیے میں نے آپ کا انتخاب کیا!" وہ بتاتے پھر سے اپنے لیپ ٹاپ میں مصروف ہو گئے۔

"اوکے سر!" وہ اب اٹھنے ہی تھی کہ سوال داغا گیا۔

"مجھے لگتا ہے کہ شاید آپ کو یہ کام برا لگا؟" مسٹر اویس کی جانب سے سوال آیا۔

نہیں سر ایسی تو کوئی بھی بات نہیں ہے، پھر سی ای او سے بات کیسے کر رہی تھیں آپ؟"

"میں بالکل ویسے ہی بات کرتی ہوں جہاں مجھے لگتا ہے کرنی چاہیے۔ جس مزاج میں کرتی ہوں بالکل وہی انداز ہے ورنہ میرے پاس بہترین انتخاب آج بھی ہیں۔" وہ کہتی نظریں گھماتی واپس اپنے کیبن میں آچکی تھی۔

نہ مدعی، نہ شہادت حساب پاک ہوا

باجی ابھی تک کلاس میں نہیں آئی تھی۔ سب اپنے اپنے سبق کو دہراتی مصحف پہ سایہ فگن تھیں۔ سیاہ حجاب میں موجود وہ تمام چہرے اور ان کی پیشانیوں پہ ابھرتی لکیریں گہرائیوں میں غوطہ ذن ہونے کی دلیل تھیں۔ اس نے داخل ہوتے ہی سلام کیا تو بعض نے مدھم آواز میں اور بعض نے سر کو ہلا کر سلام کے جواب کی ادائیگی کو یقینی بنایا۔ ابھی اس نے اپنا مصحف کھولا ہی تھا کہ معلمہ نے بلند آواز میں سب پر سلامتی بھیجی اور سب اب بالکل چاک و چوبند ہو چکے تھے۔ سورۃ عنکبوت کی آیت نمبر 10 کی تلاوت سے آغاز ہوا۔

10۔اور بعض آدمی کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب اللہ کی راہ میں انھیں کوئی تکلیف دی جاتی ہے تو لوگوں کے فتنہ کو اللہ کے عذاب کے برابر سمجھتے ہیں اور اگر تمہارے رب کے پاس سے مدد آئے تو ضرور کہیں گے ہم تو تمہارے ہی ساتھ تھے کیا اللہ خوب نہیں جانتا جو کچھ جہاں بھر کے دلوں میں ہے۔

اللہ وہ واحد ذات ہے جو یہاں موجود ہر انسان کی نیت سے واقف ہے۔ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کوئی بندہ مسلسل مانگتا پھرے اور اسے کچھ نہ دیا جائے۔اگر اللہ نوازتا ہے تو وہ ایسے ہی نہیں کرتا بلکہ یہ ہونا بھی اللہ کی توفیق سے ہے۔ہم یہ کہتے ہیں کہ فلاں پہ یہ بیماری ہو گئی تو فوراً یہ کیوں کہتے ہیں یہ اس کے گناہوں کی سزا ہے اور جب وہی تکلیف خود پہ ہو تو وہ آزمائش کیسے بن جاتی ہے؟ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ہم ہر تکلیف کو کہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے میرے صبر کا امتحان ہے۔یہ کیوں نہیں کرتے؟کیا اللہ ہمیں نہیں جانتا؟حوصلہ رکھیں اور دیکھیں کہیں ہمارے اندر ایسا تو نہیں ہو رہا، کہیں بگار کا سبب میں ہی تو نہیں ہوں؟

11۔اور ضرور اللہ ظاہر کر دے گا ایمان والوں کو اور ضرور ظاہر کر دے گا منافقوں کو۔

بظاہر تو یہ بات کہی جا رہی ہے کہ اللہ دکھا دے گا لیکن کیا ہم خود کو دیکھ رہے ہیں؟ہم خود کو خود تکلیف دیتے ہیں۔ہم خود منفی سوچتے ہیں۔ہمیں اللہ سمجھاتے ہیں کہ دیکھو اللہ ظاہر کر

دے گا۔اب ہم کسی نیکی کو جتنا مرضی چھپالیں۔اللہ اس کی سخاوت کو کہیں نہ کہیں دکھاہی دیتے ہیں۔یہ اللہ ہی دکھاتا ہے کیا یہ اس کا اختیار نہیں کہ وہ برائی کو کھول دے؟دن بھر میں ،رات بھر میں کیا کیا آپ استعمال کررہے ہیں۔آپ کو کیا لگتا ہے کہ کچھ بھی کرتے رہو، دروازہ بند کرکے، کسی بھی طرح ہو آپ کو کیا لگتا ہے آپ اکیلے ہوتے ہیں؟ہرگز نہیں۔ آپ اللہ کی نظر میں ہر وقت ہوتے ہیں اور وہ جانتا ہے کس وقت کس کو پکڑنا ہے اور کہاں تک اس کو چھوڑے رکھنا ہے۔اتنا آگے مت جائیں کہ پلٹنا مشکل لگے۔ان راستوں کو مت اپنائیں کہ اگر اللہ نے دنیا کے سامنے پردہ اٹھالیا تو چہرہ نہ دکھا سکیں کیونکہ اللہ ظاہر کرنا جانتا ہے۔

12۔اور کافر مسلمانوں سے بولے ہماری راہ پر چلو اور ہم تمہارے گناہ اٹھالیں گے حالانکہ وہ ان کے گناہوں میں سے کچھ نہ اٹھائیں گے بے شک یہ جھوٹے ہیں۔

یہی وہ قول ہے کہ اکثر دنیا میں لوگ ایک دوسرے سے بولتے ہیں تو اللہ یہاں آپ کو سمجھا رہے ہیں کہ یہ بس دنیا ہے کہ جس کا بوجھ اٹھالیتے ہو،آخرت میں کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھا سکے گا۔جتنا مرضی گناہ کرلو جو کرنا ہے کرلو۔یہاں تم پر پردہ باقی رہ بھی گیا آخرت میں کیا ہوگا کہ جب پوری دنیا واقعی میں دیکھ رہی، سن رہی ہوگی۔وہ لوگ جن سے آپ راتوں کو

باتیں کرتے ہیں، وہ گند جس میں رات بھر مبتلا رہتے ہیں۔ وہ حرام کاروبار جن میں پورا پورا دن خوار رہتے ہیں۔ وہ دوست جو بری محفلوں کی زینت بناتے ہیں۔ وہ پردے کے بغیر جانا کہ لوگ آپ کی تعریف کریں، آپ کے حسن کو سرائیں۔ پتہ ہے ایک بھی چیز ساتھ نہیں دے گی، مثال دنیا کی دیکھ لیں۔ اگر ابھی کسی کو ایک ساتھ دس کال کریں گے تو وہ سلام بعد میں کرے گا اس کے مزاج کی کرواہٹ آپ کو پہلے محسوس ہو گی۔ وہ انسان جب آپ کی پریشانی کو نہیں سمجھ سکتا۔ قیامت کے دن خاک آپ کو بچائے گا۔ یہ فانی ہے دھوکہ ہے اور بس سیراب ہے۔" اسے محسوس ہوا تھا کہ اس کے کندھے اس بوجھ سے گر جائیں گے۔ وہ نہیں برداشت کر پائے گی اسے۔

13۔ اور بیشک ضرور اپنا بوجھ اٹھائیں گے ور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور بوجھ اور ضرور قیامت کے دن پوچھے جائیں گے جو کچھ بہتان اٹھاتے تھے۔

اب یہ مت سوچیں کہ آپ کہیں گے اور وہ نہ کریں گے نہیں! یہاں معاملہ یہ ہو گا کہ جتنے لوگوں کو ساتھ لائیں ہیں ان سب کا بھی بوجھ اٹھائیں۔ جیسے نیکی کی جزا میں آپ کو بھی ثواب ہو گا اور نیکی کرنے والے کے اجر سے کچھ بھی کمی نہیں ہوتی۔ بالکل یہاں بھی کوئی بھی کمی نہیں ہو گی اور کرنے والے کو اپنے کیے کی سزا ملے گی۔ یہ وہ وقت ہو گا کہ انسان کہے گا ایسے

ساتھی کو" ہائے میری بد بختی کہ میں نے ایسا دوست بنایا!" ہمیں شرم کیوں نہیں آتی کہ سمجھیں اور کچھ آگے بڑھیں۔" اس کی نظریں مسلسل مصحف پر تھیں اور آنکھیں نمکین پانی سے ڈب ڈبا رہی تھی جیسے آج مصحف کی تمام آیات اسی سے مخاطب ہوں۔ ہر آیت پہ جیسے نمی بڑھتی جا رہی ہو۔

14۔ اور بیشک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو وہ ان میں پچاس سال کم ہزار برس رہا تو انہیں طوفان نے آلیا اور وہ ظالم تھے۔

یہ واحد نبی تھے جن کی عمر اتنی زیادہ تھی اور انہوں نے دین کی طرف مسلسل بلایا اور جانتے ہیں یہ دین کی دعوت دیتے تھے کہ چلو یہ نہیں تو اس کے بعد ان کی نسل سے ہو کوئی دین والا۔ یہاں ایک بہت ہی مزے کی بات کہی جا رہی کہ دین کی دعوت دیں اور یہ مت دیکھیں کہ فلاں انسان کو تو اثر ہی نہیں ہو رہا۔ آپ کا کام تو آنکھوں، کانوں تک پہنچانا ہے، دلوں تک کا معاملہ تو اللہ کے ذمے ہے۔ یہ نہیں مسئلہ کہ کتنے وقت سے کام کر رہا ہوں اور کوئی بھی فائدہ نہیں۔ یقین رکھیں کہ آپ کے عمل میں نیت کا اعتبار ہے اور جتنا نیت خالص ہو گی اتنا آپ کے کام میں برکت ہو گی اور یہی برکتیں آپ کو جنت تک لے جائیں گی کیونکہ ہم میں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو کہے کہ اس کے عمل تو بے انتہا رشک کے قابل ہیں۔ جنت میں لے جانے والی چیز صرف اللہ کی رحمت ہے۔

15۔ تو ہم نے اسے اور کشتی والوں کو بچا لیا اور اس کشتی کو سارے جہاں کے لیے نشانی کیا۔

اور یہ اللہ کی شان ہے کہ وہ بس نیت کو اور کوشش کو دیکھتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ نتیجہ کیا ہے اور پھر اسے نمبر زدیتے ہیں۔ اللہ کے ہاں معاملہ شروع سے شروع ہو جاتا ہے جیسے ہمیں کوئی ملتا ہے تو ہم ظاہری حلیے پہ چلے جاتے ہیں اور اللہ ظاہری حلیے کے ساتھ ساتھ، اس کی باطنی کیفیت کو بھی جانتا ہے۔ جب بھی محسوس ہو سب ضائع جارہا ہے تو مالک سے کہیں میں تو کب سے کوشش کر رہی ہوں لیکن بو سود تو اللہ آپ کو بچالیں گے اور کہاں کہاں سے بچائیں گے۔ یہ بس گمان سے بھی بلند ہے کیونکہ ہم تو اسباب پہ رہنے والے ہیں کہ بھئی پیسے ہوں گے تو حج ہو گا، پیسے ہوں گے تو عمرہ ہو گا۔ کبھی کبھی چھوٹی چھوٹی کوششوں کے بعد بڑے بڑے خواب بھی دیکھا کریں، سوچا کریں اور ان کو محسوس کیا کریں۔ دینا تو مالک کا کام ہے آپ کم از کم اس پہ یقین تو کر سکتے ہیں نا؟ توکل تو مضبوط کر سکتے ہیں نا؟ وہ آپ سے روٹی، کپڑا، خرچہ کچھ نہیں مانگتا۔ وہ بس پختہ یقین، بھروسہ مانگتا ہے۔ معاملات کی سنگینی پہ ساری کوششیں کرنے سے پہلے کہیں کہ مالک یہ آپ کی ہی طرف سے ہیں تو مجھے توفیق دے

بہترین کرنے کی کیونکہ جتنے خوبصورت طریقے سے تو سمجھاتا ہے وہ تو اعلیٰ اور بہترین ہے تو بس مجھے توکل سکھا دے، تو بس ہمت دے باقی تو تیری ہی ساری کائنات ہے تو کہے گا اور معاملے پہ "کن" کی مہر ثبت ہو جائے گی۔" وہ اب جب کلاس لے کر باہر آئی تو اسے اندر تک کچھ بہت ہی سکون سا لگا تھا اور اسے لگ رہا تھا جیسے اس کو اب توکل کر لینا چاہیے۔ زندگی کے اونچ نیچ میں آخر کب تک ایسا ہوتا رہے گا کہ وہ بھاگتی رہے اور کوئی اسے نہ تھامے گا۔ آخر اس خوبصورت آسمان کو بھی تو حسین مصور نے حسین نظارہ بخشا ہے پھر جب وہ آسمان کو حسین بنا سکتا ہے، اس کو بہترین اوقات دے سکتا ہے کہ کب برسنا ہے، کب روشن رکھنا ہے پھر بھلا مجھ جیسی ایک ضعیف سی لڑکی کیلئے کیسے بے رونق کرے گا زندگی جس نے اس کیلئے قربانی دینا سیکھی ہو؟ آخر وہ میرا بھی تو رب ہے! وہ جیسے کافی قت بعد کھلے آسمان کو دیکھ رہی تھی اور دل جیسے پر سکون ہی تو ہوا تھا۔

اس شہرِ دل نواز کے آداب تو سیکھنا

اندھیرے نے چاروں اور گھیرا کر لیا تھا لیکن ان سب میں وہ ٹھنڈک محسوس نہیں کر رہی تھی۔ ٹھنڈی ہوائیں اس کی گھنگریالی لٹوں کو چھیڑ کر گزرتی رہیں اور اس کے چہرے کی مسکراہٹ اب تک قائم تھی۔ آنکھوں کے کنارے نم تھے اور مخملی انگلیاں اب بھی چائے

کے کپ سے لگی حرارت سینکتی رہیں۔ آخر انسان عنکبوت ہی کیوں ہے؟ جس نے یہ سمجھ لیا ہے کہ بھئی سب کے ساتھ دھوکہ ہو سکتا ہے لیکن میرے ساتھ نہیں یا پھر انسان کو ایسا ہی کیوں لگتا ہے کہ یہ دھوکہ اُس کے ساتھ ہوا ہے میرے ساتھ تو کبھی ہو ہی نہیں سکتا۔ کیوں ہم انسان جب تک جال میں پھنس نہ جائے اسے سمجھ نہیں آتی، پھر مدد کیلئے اپنے قریب ترین ساتھی کو پکارتے ہیں۔ مکڑی تو اپنا جالا بنتی ہی شکار کو پکڑنے کیلئے ہے، پھر بھی شکار کیوں وہاں سے گزرتا ہی گزرتا ہے؟ کیوں وہ سمجھتا ہے کہ وہ پکڑا نہ جائے گا؟ کیوں یہ سمجھتا ہے کہ مجھے تو کوئی مشکل اتنی لمبی ہو ہی نہیں سکتی کہ میری کمر توڑ دے؟ کیوں انسان بھول جاتا ہے کہ اللہ نے انسان کو کمزور پیدا کیا ہے!

میں زخم زخم ہوں پھر بھی دکھائی نہ دوں

اندھیرا منہ چھپاتا اپنی آنکھ مچولی کھیلتا چل پڑا اور یوں ہی صبح کے سورج نے انگڑائی لی۔ کرنیں اپنا اپنا رخ کر چکی تھیں اور کندھے بدستور اسی طرح تھکے تھکے سے رہے۔ نگاہیں کسی کی یاد میں سفید ہوتی رہیں اور دل کی بے چینی مسلسل اسی طرح جاری رہی جیسے دل کی آس ختم ہونے کو تھی۔ جسم سراپا کان بن چکا تھا سننے کو اور محبوب نے پلٹ کر دیکھنا تک گوارا نہ کیا

تھا۔وہ بستر پر لیتی چھت کو گھورتی رہی۔آخر یہ دل محبت کرتا ہی کیوں ہے اور اگر محبت کرلے پھر محبوب کیلئے تڑپتا کیوں ہے کہ اب وہ ملے بھی،وہ نخرے اٹھائے بھی۔نازکی اس کی زلفوں کی تعریف بھی کرے،تھوڑا سا سمجھ بھی لے،کبھی آنکھ کے آنسو کو پونچھ بھی دے۔ہائے رے یہ محبت۔۔۔

آخر ایسا کیوں ہے؟ مسلسل سوالوں کی بہتات نے اس کی آنکھوں کو شبنمی قطروں سے بھگودیا تھا۔دروازے کی مسلسل دستک نے اسے ہوش کی دنیا میں لا پٹکا۔ذہن پہ زور دیا، بالا تو اسکول تھی، ٹیپو واپس جا چکا تھا اور پیچھے امی جو کام کرنے گئی تھی اور اب اسی نے یعنی دروازہ کھولنا تھا۔دوپٹہ سمیٹتی وہ اب دروازے کی جانب بڑھنے لگی اور ساتھ ہی پیروں میں چپل اڑستے وہیں سے بانگ لگائی۔

"کون ہے؟" بالوں کو سمیٹتی چٹکی میں لگاتے پوچھنے لگی۔

"دروازہ کھولو میں ہوں!" وہ اس آواز کو کیسے بھول سکتی تھی۔

ہاتھوں پہ بمشکل کپکپاہٹ کو روکتی، دروازے کی جانب لپکی۔

"میں آئی،ایک منٹ تامل!"

اور جب دروازہ کھولا تو وہی چہرہ جو منتظر آنکھوں کی سایہ بھی نہیں تھا۔

"آپ اندر آئیں۔ کیا آپ مجھے لینے آئیں ہیں۔ میں ابھی تیار ہوتی ہوں۔ آپ بس بیٹھیں۔" ایک ہی سانس میں کہنے لگی۔

"میں تمہیں کچھ دینے آیا ہوں، عینی!" وہ جو تیزی سے کمرے کی جانب پلٹنے لگی تھی کہ اس کے سرد لہجے پہ وہ پہلی بار ٹھٹکی۔

"جی بولیں میں سن رہی ہوں" البتہ نہ جانے کیوں اس کے ہاتھوں میں ٹھنڈے پسینے نمودار ہوئے تھے۔

"یہ تمہارے لیے" اسی سرد لہجے میں لفافہ تھماتے وہ پلٹ گیا۔

"وہ اب لفافے کو دیکھ رہی تھی اور لفافہ کھولتے اس کی کپکپاہٹ بڑھ گئی تھی اور وہ ایک لفظ تھا جس نے اسے ایک دم پیچھے گرنے پر مجبور کیا تھا۔

"تامل، تامل۔۔۔" وہ اب زمین پہ بیٹھی کتنی ہی دیر ان الفاظ کو دیکھتی رہی۔ جب اسے کسی نے زور سے جھٹکا دیا اور وہ سامنے کھوئی کھوئی سی نظروں سے دیکھنے لگی۔

"عینی کیا ہوا ہے اور یہ باہر کا دروازہ کیوں کھلا ہے؟ اور تم زمین پہ کیوں بیٹھی ہو؟ اٹھو!" کچھ جواب نہ پا کر اب وہ خود دیکھ رہی تھیں۔

"وہ چلا گیا اور ہمیشہ کیلئے، وہ چلا گیا اماں۔۔۔" وہ ماں کے گلے لگے اب پھوٹ پھوٹ کر رو نے لگی۔

"طلاق، وہ مجھے طلاق نامہ دینے آیا تھا اور دیکھ لیں کہ وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔"

"تم نے اسے روکا کیوں نہیں؟"

"کیا وہ رک جاتا؟" وہ سوال پر سوال کر گئی اور جواب تو ان کے پاس بھی نہیں تھا۔

"وہ مجھے دیکھنے نہیں اپنا مقصد کو مکمل کرنے آیا تھا۔ اسے مجھ سے کوئی غرض نہیں تھی۔ اسے اولاد تک تو دے نہیں سکی ان تین سالوں میں وہ کس بنا پر میرا ہوتا؟" وہ اب کمرے میں قید ہو گئی تھی اور وہ جانتی تھیں جس تکلیف سے وہ ڈرتی تھیں آج وہی داغ ان کی لاڈلی کی زندگی میں شامل ہو گیا۔ آنسو تھے جو ہر لمحے دل پہ گرتے رہے۔

چار سال قبل

مت چھیڑو ہم اہل جنوں کو

یونیورسٹی کی عمارت آج بھی جوان اور حسین سی تھی۔ ایک نوجوان کی طرح نکھری نکھری اور ہر نئے پل پیچھے لمحے سے زیادہ حسین ہو گئی تھی، طلبا کا جم غفیر آج بھی پہلے دن کی طرح تھا۔ ہاں البتہ پہلے سب انجانا تھا اور اب جانا پہچانا سا۔

لوفر اور شریر لوگ، پڑھاکو اور چشمش لوگ، بہترین اور کھری بات کرنے والے ہر ایک سے واقفیت ان سالوں کے دوران ہو گئی تھی۔ البتہ دوستی دل کے مزاج والوں سے ہی تھی۔

گھنگریالی لٹوں نے چہرے کے گرد حصار بنایا تھا، نظروں کا ارتکاز ایک ہی جگہ پہ تھا کیونکہ آج اس نے ہی اسپیچ کرنی تھی سو ہر جانب ہجوم پہلے سے زیادہ تھا۔ مسلسل قدم آگے بڑھتے گئے اور آوازوں میں تکرار بڑھتی گئی۔ اس دوران تیزی سے چلتے ہوئے ٹکر ہوئی اور اب دونوں جانب سے دونوں محترماؤں کی کتابیں گری تھیں۔ جلدی سے کتابیں دیں، معذرت کرتی گزر گئی جبکہ سامنے سے بھی یہی عمل کیا گیا جبکہ وہ پہچان گئی تھی کہ یہ کسی اور یونیورسٹی کی سی ہے۔

باہر آ کر اسے علم ہوا ہے کہ ٹیپو اور ارم مزے سے کیفیٹیریا میں پہنچے ہوئے ہیں کال کرنے سے پتہ لگا اور اب اسے غصے آنے لگا بتا کر بھی آ سکتے ہو اور یہاں سامنے کا منظر ہی کچھ اور تھا۔ ٹیپو صاحب ارم کو ٹشو دے رہے تھے اور ارم سوں سوں کرتے ہر پہلے کو پھینکتی نیا لینے لگی۔ یکے بعد دیگرے یہی حال تھا اسے شرارت سوجھی اور اب آرام سے آتی وہ خوب انجوائے کرنے لگی۔

"ویسے ارم اتنا اچھا خیال کرنے والا آپ کو اور کہاں ملے گا ارم؟" جس پہ ٹیپو کے دانت نکلے اور پھر وہ سنجیدہ ہونے کا اشارہ کرنے لگا۔ جس پہ وہ بھی اب دیکھنے لگی۔

"اب ذرا سن لیں ان کی تو بہت بات ہو جائے گی؟" ٹشو کا پیکٹ پکڑا تا اٹھ گیا۔

"جی ضرور بندہ حاضر ہے!" سینے پہ ہاتھ وہ پلٹ گیا اور وہ اپنے دانتوں کی نمائش کرنے لگی۔

"بندہ نہیں بندی!" الفاظ کی تصحیح کی گئی۔

"تم دونوں ہنس لو، میرا ہی غم ہے بھلا تم دونوں نے میری کب سننی ہے" وہ زکام زدہ سی آواز میں پھر سوں سوں کرتی گویا ہوئی اور مسٹر ٹیپو نے ٹشو جاتے جاتے پکڑایا۔

"اففف! یہ ٹشو میرے پاس ہیں۔ میں دے دوں گی۔ سب سے پہلے یہ میری دوست ہے زیادہ نیک نہ بنو سبز آنکھوں والے خطاط!"

"اتنا ہینڈ سم ہوں ہیں نا؟ ذرا سن لیں اس کی پھر میری کلاس لے لیجئے گا محترمہ!" وہ اب جا چکا تھا۔

"کیا ہوا تجھے؟" اب صرف وہ دنوں ہی رہ گئیں۔

"وہ میرے سسرال والے مجھے آگے پڑھنے نہیں دے رہے۔ کہتے ہیں پرائیوٹ کرو"

"اچھا ہوتا اس سبز آنکھوں والے سے ہی نکاح کر لیتی۔ کیا جاتا تھا جو یہ پہلے آ جاتا۔ کم از کم ٹشو تو تمہیں دیتا ہے" ہنستے ہوئے یہ بندہ اچھا لگا تھا۔

"بس کر جا تجھے مشکل وقت میں بھی مزاق سوجھتا رہتا ہے!"

"او ہو بس سمجھنے کی کوشش کر رہی ہوں کہ ان لوگوں کو ایسا کیا ہوا یا پھر ایسے دورے انھیں پڑتے رہتے ہیں؟"

"اللہ جانے پہلے تو سب ٹھیک تھا جب سے یہ دوسرا سال شروع ہوا ہے تب سے انہیں دوڑے پڑ رہے ہیں۔" وہ روتے روتے پہلی بار ہنسی۔

"آپ نے کون سا انکار کیا ہو گا؟"

"میں ارم ہوں، علیشا نہیں جو دوسرے کا سر پھاڑ کر سکون سے چائے پینے کا کہوں!"

"بالکل تم علیشا بن بھی نہیں سکتی۔ تمہیں خود روکنا ہو گا۔ اپنی زبان کو ہلا کر، اپنے آپ کو منوا کر لیکن تم علیشا نہیں ہو اور تم علیشا کبھی نہیں بن سکتی۔" وہ کہتی پیچھے ٹیک لگا کر آس پاس دیکھنے لگی۔

دور سے کتنا کچھ اس کیلئے تیار تھا جس سے وہ بے خبر تھی۔ کیا واقعی انسان ایسا ہوتا ہے؟

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری
شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

Clubb of Quality Content!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842